مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ترجمہ : عبداللہ حسنی ندوی

تجربات کا نچوڑ

عزیزو اور دوستو!

میں نے تاریخ کے صفحات کی بھی رہ نوردی کی ہے اور ملک ملک بھی پھرا ہوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے دونوں سفر طے کئے ہیں: تاریخ کا سفر مطالعہ کی راہ سے طے کیا ہے۔ اور اسلامی ممالک کا سفر مختلف ملاقاتوں اور زیارتوں کے لئے کیا ہے۔ مجھے حق ہے کہ میں اب آپ کے سامنے اپنے تجربات کا نچوڑ اور اپنے دل کی دھڑکنیں رکھ دوں۔ اور کچھ باتیں صاف صاف آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ عربی کی مثل ہے کہ پیش رو اپنے لوگوں سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ میں کچھ نہیں ہوں، میں تو آپ کا پیش رو ہوں۔ اور الحمد للہ عقیدہ و ایمان کی بنیاد پر پورے عالم اسلامی کا پیش رو اور عالم عربی کا بھی پیش رو ہوں۔ کیونکہ تہذیب و ثقافت، زبان و ادب اور حسب و نسب کی راہ سے بھی میرا اس سے گہرا تعلق ہے کم از کم پیش رو کے ذمہ جو کام ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے قابل اعتماد ساتھیوں اور جملہ دوستوں، جنھوں نے ہی اس کو یہ ذمہ دار سونپی ہے، کے سامنے کسی حقیقت کو بھی بیان کرنے سے گریز نہ کرے۔

میرے محترم بھائیو!

میں اپنی گفتگو کا آغاز ایسے کلمہ سے کر رہا ہوں جو تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے وہ ایسا پر از حکمت اور بلیغ کلمہ ہے کہ جس کی مثال دور دور تک صدیوں میں نہیں ملتی۔ وہ کلمہ فاتح مصر صحابی جلیل حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مصر فتح کرنے کی سعادت بخشی اور حقیقت میں اس کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنے اور اس کے خوشگوار سایہ میں لانے کی دولت عطا فرمائی۔ اور ان کے مبارک ہاتھوں وہ مہم سر ہو گئی جو دوسرے فاتحین ہی سے سر نہ ہوئی تھی۔ کیوں کہ اس ملک کی ایک طویل تاریخ ہے۔ تہذیب و تمدن کی بھی۔ حکومت اور بادشاہت کی بھی۔ وہاں ایسے حکمراں بھی ہوئے ہیں جن کا تذکرہ کرکے قرآن مجید نے ان کو دوام بخش دیا ہے انہی میں سے فرعون بھی ہے۔ جب حضرت عمرو بن العاص نے اپنے ہمرکاب مسلمانوں کے ساتھ مصر فتح کیا تو اس وقت ان کو پورا حق تھا کہ وہاں کی سیاسی حالت، وہاں کی اسٹرٹیجی اور جغرافیائی کیفیت پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہتے کیونکہ مصر اپنی پوری خیر و برکت، اپنی شادابی، پیداوار

اور تہذیب و تمدن سمیت زیر نگیں آچکا تھا۔ آپ سب ہی واقف ہوں گے کہ مصر ان خوش نصیب ملکوں سے ہے۔ جس نے عربی زبان مادری زبان بنالی اور عربی رسم الخط اور عربی اسلامی تہذیب کو اپنا رسم خط اور اپنی تہذیب تسلیم کرلیا۔ اور اس کے پورے قرائن موجود تھے کہ مصر عنقریب اسلامی امپائر کا ایک جزو ہو جائے گا۔ نہ کوئی ایسی خطرہ کی گھنٹی بج رہی تھی اور نہ مصر کے انجام میں شک و شبہ کیا جا رہا تھا۔ اگر ان کی جگہ جیسا کہ تاریخ میں ہے۔ دوسرے فاتحین ہوتے تو اپنے لشکر کی تعریف و توصیف میں ان کی زبانیں تھک چکی ہوتیں اور ان کی جوانمردی اور غیر معمولی پن کو بیان کرتے کرتے ان کے الفاظ جواب دے چکے ہوتے اور تا قیام قیامت ان کو سکون و اطمینان کا مژدہ سنایا جاچکا ہوتا اور اس عظیم الشان فتح مبین کو مبارک بادیوں کے تحفے دیے جاتے اور ان سے بآواز بلند کہہ دیا جاتا

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

نیل کا پانی ہے اس کے سب ابہار رسانیوں سے لطف اندوز ہو۔ اور جہاں چاہو سیر و تفریح کرو۔ عمدہ عمدہ محل کھڑے کرو۔ گھر والوں کی طرح، گھر کے مالکوں کی طرح رہو سہو۔ اور اطمینان رکھو کہ مصر اب ہمارا ہو چکا ہے اب خطرہ اور خوف کا گذر نہیں۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس مرد مجاہد فاتح زمان جو ذات نبوی کی صحبت و بابرکت سے فیض یاب ہو چکا تھا اور جس کو حکمت و دانائی اور سچی فراست ایمانی القا کی جاچکی تھی جس کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ تھا۔

" مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے "

کیا کہا سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے " تم ہر وقت پہرہ داری پر ہو دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے اور ان کے دلوں کے تمہارے طرف میلان کی وجہ سے "

انہوں نے فرمایا۔ راحت کے طریقے نہ اختیار کرنا۔ نہ ہتھیار رکھنا۔ اور نہ یہ تصور کرنا کہ تم جہاد کا غبار جھاڑ چکے تم کو ہر وقت چوکنا رہنے اور پہرہ دینے کی ضرورت ہے۔ تم دشمن کے نرغے میں ہو جس طرح دانتوں کے درمیان زبان ہوتی ہے۔ تمہاری مٹھی بھر جماعت ہے۔ تم براعظم افریقہ کی تہذیب و تمدن اور اس کے مذہبوں اور مختلف النوع جنسوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں ایک ہلکا سا نشان ہو۔ تمہارے لیے کسی طرح زیبا نہیں کہ راحت کو اپناؤ اور عیش و عشرت کی مسہریوں پر فاتحین کی نیند سو جاؤ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی تھی جو حرز جان بنانے کے لائق ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے یاد رکھیں۔ اس سے روشنی حاصل کریں اور اس کو زندگی کا دستور العمل بنالیں۔ فاتح قوموں اور حکمران خاندانوں کی یہ بڑی آزمائش ہے۔ کہ ان کی زندگی کا ابتدائی دور محنت و مشقت۔ تقشف و سرفروشی، شہسواری وجاں بازی کا ہوتا ہے۔ (کبھی یہ زمانہ طویل ہوتا ہے اور کبھی بہت تھوڑا) اور اخیر دور ڈھیلا پن و نزاکت

رجولیت و مروت کے فقدان کا ہوتا ہے۔ حکومتوں اور فتوحات کے قصے دو لفظوں میں یوں سمجھا جا سکتا ہے ع

سیف و سنان اوّل، چنگ و رباب آخر

یہ قصہ ان تمام حکومتوں کا ہے جن کی بنیاد سر فروشی کی تمنا لئے، سر ہتھیلی پر رکھے، زاہد و جوانمرد جوان ہوتے ہیں لیکن ان حکومتوں کی انتہا کیا ہوتی، انتہا ایسے حکمرانوں پر ہوتی ہے جو عیش و عشرت میں ڈوبے، شہوت و لذت کے مارے اور نفس و شیطان سے ہارے ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کا ان پر بھوت سوار ہوتا ہے۔ کھیل تماشے کے دلدادہ ہوتے اور نغمہ و سرود کی محفلوں کا ان کو جنون ہو چکا ہوتا ہے۔ اس حکیم و دانا، قائد و سربراہ سیدنا عمرو بن العاص نے نصیحت کرتے ہوئے عرب فاتحین کو مخاطب کیا تھا کہ اچھی و خوشنما سواریوں کے چکر میں نہ پڑنا۔ عشرت کدوں میں مشغول نہ ہونا اور لذیذ لذیذ کھانوں کے قریب میں نہ آنا۔ گویا انہوں نے ان سے یہ کہا کہ الف لیلہ کی زندگی کو نہ دہرانا۔ بلکہ محنت و مشقت، سخت کوشی اور شہ سواری اور سپہ داری والی زندگی گذارنا۔

میرے بھائیو

دسویں صدی ہجری کی سب سے بڑی ایمپائر ہندوستان کی مغل سلطنت کی تاریخ پڑھئے جو خلافت عثمانیہ کے بعد سمجھی جاتی تھی۔ اس کی ابتداء ظہیر الدین بابر سے ہوتی ہے اس کی ہیبت و قوت کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے دائیں بائیں کاندھوں پر ایک ایک آدمی کو لے کر ایک اونچی فصیل پر ٹہلا کرتا تھا۔ جب حکومت منتقل ہو کر اس کے بیٹے ہمایوں کو ملی۔ تو اس کے اندر کچھ نہ کچھ ہمت و جوانمردی کے جوہر موجود تھے۔ لیکن شاہی انداز و ٹھاٹ آچلا تھا۔ پھر اس کا بیٹا جلال الدین اکبر تخت نشین ہوا۔ اس کے اندر بھی وہ صفات موجود تھیں وہ فوج و لشکر کی قیادت بذات خود کرتا تھا پھر اس کے بیٹے نور الدین جہانگیر کے ہاتھ میں باگ ڈور آئی۔ تو اس کے اندر عیش پسندی کافی حد تک پیدا ہو گئی تھی۔ پھر آگرہ کے تاج محل کا بانی شہنشاہ شاہجہاں کے بعد اس کا بہادر و لائق فرزند جلوہ آرا ئے مسند سلطنت ہوا۔ وہ ایک غیر معمولی شہسوار، تجربہ کار قائد اور زاہد شب زندہ دار تھا۔ بعض مورخین نے اس کو خلفائے راشدین کے چھٹویں نمبر پر رکھا ہے۔ اس کے بعد حکمران خاندان میں کمزوری اور ڈھیلا پن پیدا ہو گیا۔ عیش و عشرت کی جگہ بنائی۔ اور لطف اندوزی و راحت پسندی کے ایسے افسانے سامنے آئے جو خواب و خیال معلوم ہوتے تھے۔ انسان کے لئے اس خیال آرائی اور دقیقہ رسی کی تصدیق مشکل معلوم ہوتی ہے۔ عیش و عشرت کے انداز، نغمہ و سرود سے فریفتگی ان کو لے ڈوبی اور تخت شاہی و سلطنت ہمائی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اے میرے عرب بھائیو!

آپ اس خطہ زمین میں رہ رہے ہیں جس کی طرف (چند اسباب کی بناء پر جس کو میں اس وقت نہیں بیان کر سکتا) نظریں لگی ہوتی ہیں۔ آپ ایسے خطہ ارضی کے باشندہ ہیں جہاں دشمنوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے کہ اس کو

اس کے پیغام سے ناآشنا کردیں۔ اس کے عربی اسلامی تشخص کو مٹا دیں۔ اور اس کو عالم اسلام کی قیادت سے محروم کردیں۔ یہ تاریخ کی سب سے زیادہ گھناؤنی و خطرناک سازش ہے۔ تمام قومیں اپنے اختلافات کے باوجود بلکہ بعض اوقات متضاد نظریات رکھنے کے باوجود اس رائے پر متفق ہیں کہ جزیرۃ العرب کی حیثیت و مقام ختم کرنا ہے اور اسلام سے اس کا رشتہ منقطع کرنا ہے۔ یہ باتیں میں آپ سے ایسے پیشرو کی طرح کہہ رہا ہوں جو اپنے لوگوں سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ ایسے شخص کی طرح جو یورپ و امریکہ کو دیکھ چکا ہے۔ مستشرقین کی کتابوں سے واقف ہے۔ اور جو جو شائع کیا جاتا ہے یا لکھا اور کہا جاتا ہے اس سے باخبر رہتا ہے۔ پھر میں آپ سے اپنی معلومات کی روشنی میں اور اپنے مشاہدات کی روشنی میں یہ کہتا ہوں۔ جزیرۃ العرب کی باہر کی دنیا اور غیر حکومتیں اور قومیں ہی جزیرۃ العرب پر وار نہیں کر رہیں بلکہ آپ مخالف اسلام دعوتوں و تحریکوں اور ان طاقتوں و قوتوں کے نرغہ میں ہیں جن کا خمیر اسلام کی منافرت پر اٹھا ہے۔ اور ان کے فلسفہ سے اور اسلامی تشخصات سے کوئی جوڑ نہیں۔ آپ کے پیغام کی حقیقت اور عالم اسلام میں آپ کی مرکزیت سے ان کو بیر ہے، آپ ان کے حلق سے اترتے نہیں اس لئے آپ کو کسی طرح یہ زیب نہیں دیتا کہ لطف اندوزی و راحت پسندی کو اپنائیں اور عشرت کدوں میں بیٹھ کر داد عیش دیں۔ میں آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ عیش و عشرت کا افراط حکومتوں کو ختم کرنے، تہذیب و تمدن کا نشان مٹانے اور معاشرے کو ملیامیٹ کرنے کا سب سے بڑا عامل (FACTOR) ہے۔ قرآن مجید اس کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا

"مترفون" کا لفظ قرآن مجید میں بار بار کئی جگہ آیا ہے۔

كم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها فتلك مساكنهم لم تسكن من بعدهم الا قليلا وكنا نحن الوارثين۔

"ترف و بطر" (عیش و عشرت اور حق سے چشم پوشی و اترانا) وہ تہذیبی و نفسیاتی اور اخلاقی عوامل ہیں جو طویل العمر حکومتوں کا اور ترقی یافتہ تہذیب و تمدن کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ سادہ زندگی پھر اختیار کریں۔ اور کچھ تقشف کو بھی اپنائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ بالکل دیہاتی ہو جائیں اور اونٹ کا گوشت کھائیں اس کا دودھ استعمال کریں۔ اور اللہ کی عطا کردہ کسی نعمت سے متمتع نہ ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میں رہبانیت کی دعوت نہیں دیتا۔ اسلام میں رہبانیت کا کوئی گذر نہیں اور نہ میں غیر فطری تقشف کی دعوت دیتا ہوں۔ بلکہ کچھ تقشف، کچھ سادگی کی دعوت دے رہا ہوں۔ آپ ان بندشوں کی عادتوں سے آزاد ہوں جن کے بغیر زندگی آپ نے ناممکن بنالی ہے میں آپ کی ایک ایک عادت اور ایک ایک پسند (HOBBY) کی نشان دہی کر کے میں اپنی عام اصولی بات کی قدر و قیمت

گھٹانا نہیں چاہتا۔ اس کو میں آپ کی فہم و فراست، معاشرہ سے آپ کا لگاؤ اور اس کی طرف آپ کے قلبی رجحان چھوڑتا ہوں۔ کہیں یہ عادتیں و اطوار، یہ ناز و انداز آپ کو اپنی زلف کا اسیر نہ بنالیں۔ اور آپ کو اپنے دام میں گرفتار نہ کرلیں۔ جو قومیں ایجابی و تعمیری پہلو سے اہم رول ادا کرتی ہیں اور تاریخ کے گہرے نقوش چھوڑتی ہیں وہ اپنی عادتوں کا شکار نہیں ہوتیں۔ اور نہ عیش و عشرت کی آخری حدود کو چھوتی ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جو اس امت کے مربی اور شفیق باپ کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا ارشاد ہے۔

تمعددوا واخشوشنوا وانزوا علیٰ ظھور الخیل نزوا۔

آپ پر واجب ہے کہ اللہ کی کثیر نعمتوں پر شکر بجالائیں اور سپاس گزار ہوں اور ان نعمتوں کی قدر کریں لیکن زندگی کو ایسا نرم و نازک نہ کردیں کہ کسی محنت و مشقت کا سامنا نہ کرسکیں۔

میرے بھائیو! یہ الف لیلیٰ کا زمانہ نہیں، یہ خیال آرائی کا دور نہیں۔ یہ بڑی بڑی طاقتوں کے درمیان اور نتیجہ و انجام مقرر کرنے والے بلاکوں کے درمیان کشمکش کا دور ہے۔ آپ شیر کے دو جبڑوں کے درمیان ہیں۔ آپ چکی کے دو پاٹوں کے بیچ میں ہیں آپ ۳۲ دانتوں کے درمیان ایک زبان ہیں۔ آپ کو اس دور کا، اس جگہ کا، اس صورت حال کا اور اس تلخ حقیقت کا محاسبہ کرنا ہوگا۔

یہی بات مجھے عرض کرنی تھی میں آپ کے اعتماد کو اور زیادہ بڑھا سکتا تھا کہ آپ خوش و خرم یہ کہتے ہوئے اپنے ٹھکانوں کو واپس جائیں کہ شیخ نے بڑی عمدہ خوشخبریاں سنائیں، شوق انگیز قصے اور جوش پیدا کرنے والی حکایتیں سنائیں بھائیو! یہ امانت داری نہیں ہے۔ آپ کی جو عزت افزائی مجھے حاصل ہوئی اس کا بھی یہ تقاضا تھا کہ میں صراحت سے کام لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں پہلے فرمایا تھا کہ

"ویل للعرب من شر قد اقترب"

تو یہ تو فتنوں اور سازشوں کا دور ہے۔ اسلام دشمنی کا دور ہے۔ دلفریب مادیت، فکری ارتداد اور عقیدہ کے انحراف کا دور ہے۔ تم اس امانت کے امین، اس ورثہ کے وارث، علمائے ربانی اور اولیائے کرام کے جانشین اور صاف پسند حکمرانوں کے نائب رہے ہو۔ اس لئے تم پر یہ لازم ہے کہ اس امانت کی پاسداری کرو اس پر پوری نظر رکھو اور تمہارے اردگرد جو حالات ہیں انہیں دیکھتے رہو سیاسی صورت حال، دعوتی نشیب و فراز، اصولی اتار چڑھاؤ کا جائزہ لیتے رہو جس کا تم کو بھی سابقہ ہے اور پورے یمن کو اور پورے جزیرۃ العرب کو۔

میں آپ کو مبارک دیتا ہوں کہ اللہ نے آپ کے لئے ایسی خوشگوار سرزمین کا انتخاب کیا۔ آپ اس کی حمد و ثنا کریں اور نعمت بے بہا کا شکر ادا کریں اور اس وراثت کے اہل بنیں۔ اس امانت کے اہل بنیں اور اس ذمہ داری کے اہل بنیں۔

UNIFOAM
یونی فوم
گدے
صوفہ سیٹ
تکیے
اور کشن
جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر
ماہرین کی زیر نگرانی تیار کردہ
UNIFOAM UNIFOAM
بنا کردہ: یونائیٹڈ فوم انڈسٹریز لمیٹڈ (لاہور) پاکستان
یوسف سنٹر
بابو بازار راولپنڈی
66754
66933